

تلاش میں دو مہرے آخذ کی طرف رجوع کی ضرورت نہ رہے۔

۵۔ آخر میں ”نسخہ جمیدہ“ سے ایسے اشعار منتخب کر لیے جائیں جو کسی قدر سہل ہوں اور ان میں فکر و بیان کی کوئی خوبی پائی جائے۔

۶۔ اس میں مختلف غزلیات و قصائد کی تاریخیں مستند ماخذ کی بنا پر متعین کر دی جائیں۔
میں اپنے مجوزہ دیوان کی ترتیب مکمل نہیں کر سکا تھا کہ مالک رام صاحب نے ایک دیوان شائع کر دیا، جس میں تاریخوں کے تفصیلی اہتمام کے سوا، وہ خصوصیات کم و بیش موجود تھیں، جو میرے پیش نظر تھیں۔ خوب غور و فکر کے بعد میں اسی نتیجے پر پہنچا کہ نئے دیوان کی ترتیب بہر حال ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے دیوان مرتب کر کے مطبع کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد فاضل جلیل و محبت محترم مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی کا مرتبہ دیوان شائع ہو گیا، جس کا دائرہ میرے مجوزہ دیوان کے دائرے سے زیادہ وسیع ہے اور اسے دیوان غالب کے بجائے کلیات غالب قرار دینا چاہیے، اس لیے کہ اس میں ”نسخہ جمیدہ“ سے آخر تک وہ سب کچھ جمع کر دیا گیا، جس نے اردو میں غالب کے نام سے انتساب پایا۔ پھر تاریخوں کا بھی اہتمام ہے اور اوقاف و صحت کا بھی۔ میں نے اپنے مرتبہ دیوان کی کتابت روک کر اس نسخہ بہتہ سے بھی بقدر صلاحیت استفادہ کیا۔

میرے پیش نظر جامعیت کے بجائے یہ امر تھا کہ ان اشعار کو بہا اہتمام خاص مرتب کر دیا جائے، جن سے اردو خواں اصحاب زیادہ سے زیادہ تعداد میں استفادہ کر سکیں۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ میں نے بعض الفاظ اسی طرح رکھے ہیں جس طرح میرزا غالب کے زمانے میں استعمال ہوتے تھے مثلاً ”آوے“ کو ”آئے“ اور فرما دیں گے ”کو“ فرمائیں گے“ نہیں بنایا۔ الفاظ کو ملا کر لکھنے سے احتراز کیا ہے، لیکن بعض مقامات پر رفع اشتباہ کی غرض سے اس کے خلاف بھی کرنا پڑا مثلاً ”سخت جانی ہئے“ کو ”سخت جانیہائے“ ہی لکھا۔ پہلی صورت میں میرے اندازے کے مطابق غلطی کا امکان بڑھ جاتا تھا۔ البتہ ”نالہ ہائے زار“ کو ”نالہ ہائے زار“ لکھا۔ اس بارے میں کوئی ایک قاعدہ بنایا جاسکتا ہے تو یہی بنایا جاسکتا ہے کہ خواندگان کرام کو غلط فہمی یا اشتباہ سے حتی الامکان محفوظ رکھا جائے۔